Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

Published:
June 30, 2023

# Effects of Hazrat Mujaddid on Iqbal's Thought

# فکرِ اقبالؒ پر حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے اثرات

**Dr Humayun Abbas Shams**
Dean, Faculty of Arabic and Islamic Studies, Government College University Faisalabad-

**Abstract**

Hazrat Mujaddid Alif Sani, a prominent figure in Islamic history, left an indelible mark on the intellectual landscape of the Indian subcontinent during the Mughal era. His profound ideas and reformist zeal deeply influenced Allama Muhammad Iqbal, the renowned philosopher-poet of the 20th century. This abstract explores the transformative effects of Mujaddid's thought on Iqbal's intellectual development. Mujaddid's emphasis on spiritual revival, critical engagement with traditional Islamic thought, and advocacy for social justice resonated deeply with Iqbal's quest for a revitalized Muslim identity and societal reform. Mujaddid's concept of tajdid (renewal) and his call for ijtihad (independent legal reasoning) served as foundational principles for Iqbal's vision of dynamic Islamic thought and jurisprudence. Iqbal, inspired by Mujaddid's teachings, incorporated elements of spiritual awakening and social activism into his poetry and philosophical works. Mujaddid's emphasis on selfhood and individual responsibility found resonance in Iqbal's notion of khudi (selfhood) and his call for Muslims to reclaim agency and self-determination.

**Keywords**: Hazrat Mujaddid Alif Sani, Allama Muhammad Iqbal, Islamic revival, tajdid, ijtihad

تزکیۂ نفس کے ذریعہ ''مقامِ احسان'' کو پالینا ہی تصوف ہے۔ یہ کسی فن یا مضمون کا نام نہیں بلکہ وارداتِ قلبی ہیں۔ اس پر اعتراض اور نکتہ چینیاں ہونے کا سبب ہی یہ ہے کہ خالصتاً عملی چیز کو صرف علمی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ورنہ تزکیۂ نفس تو نبیِ رحمت ﷺ کی تلاوتِ آیات اور تعلیمِ کتاب وحکمت کا منتہا و مقصود ہے۔ تصوف، سنتِ مطہرہ کے مطابق

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

سیرت و کردار ہی کا دوسرا نام ہے جسے شیخ، بیعت و صحبت سے سرانجام دیتا ہے۔ گویا تاریخِ اسلام میں اگرچہ ''تصوف'' کا لفظ بعد میں آیا لیکن اس کی روح اور اساس ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ علم، عمل اور اخلاص جس کسی شخص میں درجۂ کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ مقامِ احسان پر فائز ہو جاتا ہے اور اسے ''صوفی'' کہہ دیا جاتا ہے۔

دنیائے اسلام کے نامور شاعر ڈاکٹر محمد اقبالؒ (م1937ء) کا شمار بھی ایسی ہی شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے تصوف کو نہ صرف جانا اور سمجھا بلکہ اپنے گھر سے سیکھا۔ وہ تصوف کی روح کو قرآن کریم کی روشنی میں دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''قرآن شریف میں جس قدر آیات صریحاً تصوف کے متعلق ہوں، ان کا بتادیجئے۔'' (1)

اکبر الٰہ آبادی کو انہوں نے لکھا تھا کہ میں تصوف کی تاریخ پر ایک مفصل دیباچہ لکھوں گا۔(2)

اسی طرح آپ نے اسلامی تصوف پر ایک لیکچر بھی دیا۔(3)

خواجہ حسن نظامی کو لکھا کہ:

''میرا فطری اور آبائی میلان تصوف کی طرف ہے اور یورپ کا فلسفہ پڑھنے سے یہ میلان اور بھی قوی ہو گیا۔''(4)

تصوف کے بارے میں یہ چیزیں صرف علم کی حد تک نہ تھیں بلکہ خود سلسلۂ عالیہ قادریہ (5) میں بیعت بھی تھے، اس کا اظہار شاہ سلیمان پھلواری کے نام ایک مکتوب میں یوں کیا:

''حقیقی اسلامی تصوف کا میں کیوں کر مخالف ہو سکتا ہوں کہ خود سلسلۂ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتا ہوں۔''(6)

تصوف پر ان کے گہرے مطالعہ کا اندازہ اسی مکتوب کے اس جملہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

''میں نے تصوف کا لٹریچر کرّات سے دیکھا ہے''۔(7)

ایک مقام پر تصوف کی اوّلین کتاب کے حوالہ سے ''کتاب الفجر''(8) کا ذکر کیا ہے۔ تزکیہ کی اہمیت کا اندازہ علامہ محمد اقبالؒ کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔

''علم کی دو قسمیں ہیں: ایک ہمارے اکتسابی معلومات کا ذخیرہ؛ ہم خود مخلوق الٰہی ہیں اور ہمارے اکتسابی آلات علمیہ ہماری مخلوق ہے۔ پس ایسے علم کو علمِ الٰہی سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرا وہ علم ہے جو خواص کو عطا ہوتا ہے۔ وہ بے منت کسب، قلب و روح کے اعماق سے ابلتا ہے۔''میں نے عرض کیا: اس علم کی کلید کیا ہے؟ فرمایا: ارشاد خداوندی ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کر لیا اس پر علم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں)۔ میں نے کہا تزکیۂ نفس کا طریق کیا ہے؟ اس پر آپ نے صوفیہ کے بعض مشاغل کی طرف اشارہ کیا۔''(9)

دوسری طرف اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آپ نے جادۂ شریعت سے ہٹے ہوئے تصوف کو ناپسند کیا ہے۔ جو تصوف، راہبانیت کا درس دے، وہ ان کے نزدیک غیر محمود ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفی خان کے الفاظ میں بعض لوگوں کی رائے ہے کہ علامہ محمد اقبالؒ تصوف کے مخالفین میں سے تھے، ایسے لوگوں کا ردّ کرتے ہوئے ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں:

"بعض حلقوں میں یہ غلط فہمی ہے کہ علامہ اقبال تصوف اور صوفیوں کے خلاف تھے۔ بے شک علامہ اقبال ان بعض خیالات سے متفق نہ تھے جو بعض صوفیہ سے منسوب ہیں، لیکن وہ صوفیانہ تجربے اور وارداتِ روحانی کے منکر نہ تھے بلکہ وہ تصوف جو اسلامی ہے اور جس کا مآخذ قرآن حکیم، احادیث نبوی، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی پاک زندگی اور اکابر صوفیہ کی تعلیمات ہیں، وہ ان کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ ایسے صوفیہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوالحسن علی الہجویری داتا گنج بخش اور حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اور بعض دوسرے نام شامل ہیں"۔(10)

علامہ محمد اقبالؒ کے نظریۂ تصوف کا مطالعہ کیا جائے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ یکسر تصوف کے مخالف نہیں تھے بلکہ وہ ایسے تصوف کے خلاف تھے جو بے عملی اور راہبانہ زندگی کی دعوت دے۔(11) تصوف میں عجمیت کی آمیزش نے بھی آپ کی طبع پر ناگوار اثر چھوڑا۔ وہ تصوف میں اس آمیزش کو سخت ناپسند کرتے تھے، وجہ ظاہر ہے کہ تزکیۂ نفس جو کارِ نبوّت ہے، اس میں تربیت، منہاج علی النبوۃ پر ہو تو صراطِ مستقیم ہے، ورنہ وہ بے ہنگم پگڈنڈیوں کی مانند ہے جہاں ہر وقت راستہ گم ہونے اور دشمن کے حملہ کا خطرہ رہتا ہے۔ اس کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے:

"خواجہ نقشبندؒ (م791ھ) اور مجددِ سرہندؒ (م1034ھ) کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے، مگر افسوس ہے کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگین ہے۔ یہی حال سلسلۂ قادریہ کا ہے جس میں، میں خود بیعت رکھتا ہوں۔"(12)

تاریخ اسلام میں ہزاروں صوفیہ میں سے علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے کلام میں صرف ان شخصیات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے تاریخ کے مختلف نازک ادوار میں نئی تاریخ رقم کر کے امت کی قیادت وسیادت کا فرض انجام دیا اور امت کی ناؤ کو طوفانوں سے بچا کر کنارے لگایا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ملقب بہ "مجدّد الف ثانی"(13) کا شمار ان کبار صوفیہ میں ہوتا ہے جنہوں نے برصغیر میں اسلامی فکر کو اکبری یلغار سے بچا کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم کیا۔ علامہ اقبالؒ کے ذہن میں وہ مخصوص حالات بھی تھے جن میں حضرت شیخ سرہندیؒ نے اپنا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ آپ سے عقیدت اور محبت کی وجہ سے علامہ اقبالؒ نے اپنے آٹھ خطوط، دو ملفوظات، دو مضامین، تین واقعات، تقریر کے دو نثری پیراگراف میں ایک جگہ لفظاً اور دوسری جگہ معناً آپ کا ذکر کیا ہے۔(14) اس عقیدت و محبت کے اظہار کے لیے آپ نے سرہند شریف، حضرت شیخؒ کے مزار اقدس پر حاضری بھی دی۔ حاضری

کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ محمد اقبالؒ 29 جون 1934ء کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''آج شام کی گاڑی میں سرہند شریف جا رہا ہوں۔ چند روز ہوئے صبح کی نماز کے بعد میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کسی نے مندرجہ ذیل پیغام دیا: ہم نے جو خواب تمھارے اور شکیب ارسلان کے متعلق دیکھا ہے وہ سرہند بھیج دیا ہے، ہمیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ تم پر بہت بڑا فضل کرنے والا ہے۔ پیغام دینے والا معلوم نہیں ہو سکا کون ہے، اس خواب کی بنا پر وہاں کی حاضری ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جاوید جب پیدا ہوا تھا تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب وہ ذرا بڑا ہو گا تو اسے حضرتؒ کے مزار پر لے جاؤں گا، وہ بھی ساتھ جائے گا تا کہ یہ عہد بھی پورا ہو جائے۔ چوہدری محمد حسین، منشی طاہر الدین اور علی بخش ہمراہ ہوں گے۔ اتوار کی صبح کو لاہور واپس پہنچیں گے''۔(15)

اس خواب پر تبصرہ کرتے ہوئے سید نذیر نیازی لکھتے ہیں:

''29 جون کی شام کو حضرت علامہؒ حسبِ قرارداد سرہند تشریف لے گئے۔ حضرت مجددؒ علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری دی اور 30 جون کی شام کو لاہور واپس آ گئے۔ رہا خواب کا معاملہ، سو حضرت علامہؒ وارداتِ باطن کے قائل تھے (ملاحظہ ہوں خطبات) پھر ان واردات کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس طرح مستقبل کے متعلق ذہن میں آسودگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کی تعبیر کے لیے البتہ ذوقِ حقیقت شرط ہے۔ ہم اپنے عقلی اور دنیوی معیارات کی بنا پر ان کی صحت و عدمِ صحت کی طرح اس امر کا فیصلہ بھی تو نہیں کر سکتے کہ اس قسم کی واردات کی صحیح تعبیر کیا ہو گی۔ ''اس کے علاوہ جب جاوید پیدا ہوا تھا''، یہ دوسری وجہ تھی جس کی بنا پر علامہ اقبالؒ نے سرہند کا عزم کیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے انہیں جو عقیدت تھی اس کا تقاضا بھی یہ تھا کہ وہ اپنے کمسن بیٹے کے ساتھ مزار پر حاضری دیں تا کہ از رُوئے تعلیم و تربیت وہ سب اثرات جن سے ایک اسلامی ذہن تیار ہوتا ہے، ہمیشہ کے لیے دل میں نقش ہو جائیں۔(16)

جاوید اقبال(17) جو سفر سرہند میں اپنے والد کے ہمراہ تھے اور ان کی پیدائش کی دعا بھی علامہ اقبالؒ نے مزار شیخ پر پہلی حاضری میں مانگی تھی۔(18) وہ حاضری کا انداز بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

''آپ کی دعا پوری ہوئی اور کچھ عرصے کے بعد جب میں نے ہوش سنبھالا تو مجھے اپنے ہمراہ لے کر دوبارہ سرہند پہنچے۔ ابا جان نے مجھے اپنے قریب بٹھا لیا اور پھر انہوں نے قرآن مجید کا ایک پارہ منگوایا اور دیر تک پڑھتے رہے۔ اس وقت ہم دو ہی تربت کے قریب بیٹھے تھے۔ گنبد کی تاریک اور خاموش فضا میں ان کی گونجتی ہوئی آواز ایک ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آنسو ان کی آنکھوں سے امڈ کر رخساروں پر ڈھلک آئے ہیں''۔(19)

Research Journal MA'ARIF-E AULIYA
Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

مزار پر مراقبے کی کیفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے محمد عبداللہ قریشی نے لکھا ہے:

''مراقبے کی حالت میں اقبال نے کیا دیکھا اور کیا محسوس کیا؟ یہ ایک روحانی سرگزشت ہے، جو بیان نہیں کی جاسکتی۔'' (20)

جاوید کو مزار پر لے جانے کا مقصد ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے ''ملفوظات پر تعلیقات'' میں یوں بیان کیا ہے:

''ظاہر ہے جاوید کو مزار پر لے جا کر حاضری دینے اور دلانے سے علامہ کا مقصد یہی ہو سکتا ہے کہ اس فرزندِ عزیز کو روحِ اسلام، وجدان اور طریقت کے ماحول سے شروع سے آشنا کرایا جائے۔'' (21)

یہی وہ جذباتِ محبت ہیں، جن کی وجہ سے علامہ اقبالؒ نے حضرت شیخ سرہندؒ کے افکار سے گہرا اثر قبول کیا۔ اقبالؒ پر حضرت مجدّدؒ کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں:

''قریب قریب ہر دَور میں مسلمان، ہندوستانی طباع وذہین راہنما سید احمد خاں، اقبال اور ابوالکلام آزاد اگرچہ سیاسی اور مذہبی مسائل کے حل تلاش کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف تھے لیکن شیخ احمد سرہندیؒ سے سبھی متاثر تھے''۔(22)

علامہ محمد اقبالؒ پر حضرت شیخؒ کے اَن مٹ اور گہرے نقوش کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اقبالؒ کو حضرت مجدّد رحمۃ اللہ علیہ کا ''ظل'' اور ''بروز'' بھی کہا گیا ہے۔(23) اقبالؒ بھی شیخ سرہندؒ کو ایک عظیم رہنما سمجھتے تھے، اسی بنا پر آپ کے افکار کا اثر بھی قبول کیا۔ میاں بشیر احمد، علامہ محمد اقبالؒ سے اپنی ایک ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جب وہ اپنی میکلوڈ روڈ والی کوٹھی جاوید منزل میں آچکے تھے، میں کبھی کبھی حاضر ہوتا اور بالِ جبریل کے بعض اشعار کا مفہوم دریافت کرتا۔ ایک روز میں نے پوچھا کہ ڈاکٹر صاحب اس شعر میں کیا اشارہ ہے؟

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند

اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام، اے ساقی!

میں حیران ہوا کہ تین سو سال ہوئے جہانگیر کے ہاں میخواری کا دَور دَورہ تھا، ڈاکٹر صاحب پھر وہی رسمِ قدیم جاری کرنا چاہتے ہیں کیا؟۔۔۔ جواب دیا کہ نہیں! یہ شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندیؒ کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانانِ ہند کے سب سے زبردست رہنما گزرے ہیں''۔(24)

علامہ محمد اقبالؒ پر مجددی فکر کے اثرات کا اندازہ اس سے ہی لگایئے کہ وہ تصوف کی اس تعبیر و تشریح کے قائل ہیں جو حضرت شیخ نے کی۔ گویا تصوف کے بارے میں اقبال کے افکار کا خاکہ مکتوباتِ امام ربانیؒ سے تیار ہوا، اگرچہ اس خاکہ میں رنگ، اقبالؒ نے دوسرے اکابرین سے بھرا۔ 28 جون 1916ء میں اقبال کا ایک مضمون ''علم ظاہر و علم باطن'' اخبار ''وکیل'' میں

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

شائع ہوا، ابتدا ان کلمات سے کی:

''حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات میں کئی جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تصوف، شعارِ حقہ اسلامیہ میں خلوص پیدا کرنے کا نام ہے۔ اگر تصوف کی یہ تعریف کی جائے تو کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ راقم الحروف اس تصوف کو جس کا نصب العین شعائر اسلام میں مخلصانہ استقامت پیدا کرنا ہو، عین اسلام جانتا ہے اور اس پر اعتراض کرنے کو بد بختی اور خسران کا مترادف سمجھتا ہے۔''(25)

اس گہری عقیدت کے پیچھے در حقیقت حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شریعتِ اسلامیہ پر گہری نظر اور مقاصد شریعہ سے واقفیت ہے۔ اقبال نے پلٹنا، جھپٹنا اور جھپٹ کر پلٹنا جیسے تصورات اور قوم کو عمل کی رغبت دلانے کی فکر، حضرت شیخؒ ہی سے لی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر غلام مصطفی خاں کی یہ رائے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

''غلو فی الزہد'' اور ''وحدۃ الوجود'' کے علاوہ علامہ اقبالؒ نے ''مسئلہ بروز'' کو بھی ''عجمی ایجاد'' کہا ہے۔ ایک خط میں وہ لکھتے ہیں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ (بروز) عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے۔ یعنی یہ تمام تعلیمات بے عملی سکھاتی ہیں، لیکن حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کے متبعین سے اقبال کو صرف اس لیے محبت ہے کہ وہ جوش اور ولولہ سکھاتے ہیں اور عمل و عزم کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت مجددؒ کے متعلق بالِ جبریل میں انہوں نے کہا ہے کہ :

حاضر ہوا میں شیخِ مجددؒ کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار!

آئی یہ صدا، سلسلہ ٔ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشور پنجاب سے بیزار !

عارف کاٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلمہ ٔ فقر سے ہو طرہ ٔ دستار !

باقی کلمہ ٔ فقر سے تھا ولولہ ٔ حق
طروں نے چڑھایا نشہ ٔ خدمتِ سرکار !

حضرت مجدّدؒ کے متبعین میں بیدل بھی تھے۔اُن کے متعلق علامہ محمد اقبالؒ لکھتے ہیں:

"بیدل کے کلام میں خصوصیت کے ساتھ حرکت پر زور ہے۔ یہاں تک کہ اس کا معشوق بھی صاحبِ خرام ہے۔اس کے برعکس غالب کو زیادہ تر اطمینان وسکون سے اُلفت ہے۔ نقشبندی سلسلے سے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیدل کی عقیدت کی بنیاد یہی ہے۔ نقشبندی مسلک، حرکت اور روحانیت پر مبنی ہے"۔(26)

وہ زندگی کے تمام شعبوں میں حرکت کے قائل ہیں جمود کسی بھی شعبہ میں ہو، موت ہے حرکت کے تصور کی مزید وضاحت ملفوظات میں ان الفاظ سے موجود ہے:

"نقشبندی سلسلے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ سے بیدل کی عقیدت کی بنیاد بھی یہی ہے۔ نقشبندی مسلک حرکت اور رجائیت (*Dynamic and Optimistic*) پر مبنی ہے، مگر چشتی مسلک میں قنوطیت اور سکون (*Pessimistic and Static*) کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسی وجہ سے چشتیہ سلسلے کا حلقہ ٔ ارادت زیادہ تر ہندوستان تک محدود ہے۔ مگر ہندوستان سے باہر افغانستان بخارا، ترکی وغیرہ میں نقشبندی مسلک کا زور ہے۔ دراصل زندگی کے جس جس شعبے میں تقلید کا عنصر نمایاں ہے، اس میں حرکت مفقود ہوتی جاتی ہے۔ تصوف تقلید پر مبنی ہے۔ سیاسیات، فلسفہ اور شاعری یہ بھی تقلید پر مبنی ہیں لیکن نقشبندی سلسلے کے شعراء مثلاً ناصر علی سرہندی کو دیکھئے، ناصر علی کی شاعری تقلیدی نہیں ہے، اسی لیے حرکت والی قوموں میں وہ زیادہ ہر دلعزیز ہے"۔(27)

علامہ محمد اقبالؒ کے اس ارشاد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں مجدّدی فکر ہو گی وہیں حرکت کا تصور آئے گا، وہ حیات انسانی کے مختلف گوشے ہوں یا ادب۔ گویا اقبالؒ کی فکر اور ادبی شہ پاروں میں یاس و قنوطیت کی بجائے، حرکت اور عملِ پیہم کا تصور حضرت شیخ رحمہ اللہ کے اثرات کی وجہ سے ہے۔ برصغیر پاک وہند میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃاللہ علیہ نے جس علمی متانت اور اپنے کشف کی بناء پر وحدت الوجود کے تصور کا ردّ کیا، اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔ لیکن مجال ہے کہیں محی الدین ابن

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

عربیؒ(م638ھ)(28)کے بارہ میں کوئی لفظ ایسا کہا جوان کی جلالتِ شان کے منافی ہو۔ حضرت شیخ سرہندیؒ نے ان کی عظمت کااعتراف بھی کیااور نظریہ سے اختلاف بھی۔(29)اسی مسئلہ میں بالکل ایسا ہی مؤقف حضرت اقبالؒ کے ہاں پایا جاتا ہے۔اقبالؒ کا تصورِ خودی در حقیقت افکارِ مجدّدی ہی کا پَرتَو ہے۔ اعجاز الحق قدوسی نے خوب کہا:

"حضرت علامہؒ، حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ سے اس قدر متاثر ہیں کہ وہ ان کے نظریہ "ہمہ از اوست" کے قائل ہیں۔ علامہ کے نظریۂ خودی کا ماخذ حضرت مجدّد الف ثانی کا نظریۂ "ہمہ از اوست" ہی ہے۔ حضرت مجدّدؒ سالک کی آخری منزل مقامِ عبدیت کو قرار دیتے ہیں جہاں سالک کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بندۂ محض ہے۔ بندہ، بندہ ہے اور خدا، خدا ہے"۔(30)

ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی لکھتے ہیں:

"اقبالؒ، صوفیہ کے وحدتِ وجود کے مسلک کے خلاف تھے اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مسئلہ وحدتِ شہود کو تسلیم کرتے تھے اور ان کے خیال میں اعلیٰ ترین مقام عبدیت کا تھا۔ وحدت کی ضد علامہ کے نزدیک کثرت نہیں شرک ہے، علامہ حالتِ صحو کو حالتِ سکر پر ترجیح دیتے تھے"۔(31)

ایک طرح یہ اس وحدت الوجود کا ردّ تھا جسے علامہ محمد اقبالؒ تصوف کا غیر اسلامی عنصر سمجھتے تھے اور جو مسلمانوں میں غیر اسلامی ماخذ سے داخل ہوا تھا اور جس کے لازمی نتیجہ کے طور پر نفیِ خودی کے فلسفہ کو مسلمانوں میں فروغ ہوا اور ان کی قوتِ عمل مفلوج ہو کر رہ گئی۔(32)

وحدتِ وجود کو علامہ محمد اقبالؒ بدھ مذہب کے اثرات کا نتیجہ سمجھتے تھے۔(33)اسی طرح سید نذیر نیازی نے بھی وضاحت کی ہے کہ اقبالؒ کبھی بھی وجودی نہ رہے۔(34)

حضرت مجدّد کے اثرات کے جائزہ میں علامہ محمد اقبالؒ کے یہ الفاظ بھی نہایت کار آمد ہیں جو انہوں نے خواجہ حسن نظامی کو لکھے:

"حضرت امام ربّانیؒ نے مکتوبات میں ایک جگہ بحث کی ہے کہ گسستن اچھا ہے یا پیوستن۔ میرے نزدیک گسستن، عین اسلام ہے اور پیوستن، رہبانیت یا ایرانی تصوف ہے اور اسی کے خلاف، میں صدائے احتجاج بلند کرتا ہوں۔ گزشتہ علمائے اسلام نے ایسا ہی کیا ہے اور اس بات کی تاریخی شہادت موجود ہے۔ آپ کو یاد ہوگا جب آپ نے مجھے "سر الوصال" کا خطاب دیا تھا تو میں نے آپ کو لکھا تھا کہ مجھے "سر الفراق" کہا جائے، اس وقت میرے ذہن میں یہی امتیاز تھا جو حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے کیا ہے"۔(35)

درج بالا اشارات سے درج ذیل نکات واضح طور پر سامنے آتے ہیں:

1۔ مولانا رومؒ کے بعد فکری حوالہ سے، علامہ محمد اقبالؒ پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بڑے گہرے اثرات ہیں۔

2۔ اسی بناء پر علامہ محمد اقبالؒ تصوف کی اس تعبیر کے قائل تھے جو حضرت مجددؒ نے پیش کی، اس کی بنیاد قرآن، سنت، اقوال وافعالِ صحابہؓ اور سلف صالحین کے افکار پر تھی۔

3۔ حضرت مجدد رحمۃاللہ علیہ کے نظریۂ تصوف کی روشنی میں علامہ محمد اقبالؒ ترکِ دنیا اور رہبانیت کے مخالف تھے، وہ زندگی کے ''حرکی'' تصور کے قائل تھے۔

4۔ علامہ محمد اقبالؒ نے مکتوباتِ امام ربانیؒ کا گہرا مطالعہ کیا، جس کے نتیجہ میں وہ وجودی تصوف کے نظریہ ''وحدت الشہود'' کے قائل ہوئے۔

## حوالہ جات

1۔ برنی، سید مظفر حسین، کلیات مکاتیب اقبال، ترتیب پبلشرز لاہور، جلد اوّل، ص:98

2۔ ایضاً، ص351

3۔ ایضاً، ص98

4۔ ایضاً، ص339

5۔ سلسلۂ قادریہ کے بانی حضرت محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ تفصیلات اور سلسلہ کے اختصاصات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: لطف اللہ، پروفیسر، تصوف اور سریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، 1996ء ص217۔219

6۔ ایضاً، ص363

7۔ ایضاً۔

8۔ ایضاً جلد2، ص280

9۔ صدیقی، ابو اللیث، ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، اقبال اکادمی لاہور، 1977ء ص19

10۔ ایضاً، ص20

11۔ غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، منتخب مقالات (اقبال اور تصوف) مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی، اقبال اکادمی لاہور 1983ء، ص25

12۔ برنی، سید مظفر حسین، کلیات مکاتیب اقبال، جلد اوّل، ص479

13۔ آپ کی حیات اور تعلیمات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مسعود احمد، ڈاکٹر، سیرت مجدد الف ثانی، کراچی، اختر شاہجہان پوری، تجلیات امام ربانی، لاہور، ماہنامہ نور اسلام شرقپور کا نور اسلام نمبر، زوار حسین، سید، حضرت مجدد الف ثانیؒ، ''مکتوبات امام ربانی'' آپ کے علم و حکمت کا مظہر ہیں۔

14۔ یہ تفصیلات ڈاکٹر بابر بیگ کے مضمون، جو ماہنامہ ''نورِ اسلام'' شرقپور، جون 1998ء کے شمارہ میں ص24 پر یہ معلومات درج ہیں۔

15۔ نذیر نیازی، سید، مکتوباتِ اقبالؒ، اقبال اکادمی لاہور، 1993ء، ص161

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-1 Issue-1(Jan-June, 2023)
ISSN: (2311-6552)

16۔ ایضاً، ص162
17۔ جاوید اقبال کی عمر دس سال تھی۔وہ خود لکھتے ہیں: 1934ء میں جب راقم تقریباً دس برس کی عمر کا تھا تو اقبال اسے ہمراہ لے کر دوبارہ سرہند پہنچے۔راقم انگلی پکڑے مزار کے اندر داخل ہوا۔(جاوید اقبال، ڈاکٹر، زندہ رود، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، 1981ء، جلد2، ص307
18۔ صدیقی، ابواللیث، ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، ص603
19۔ سعید راشد، مکالمات اقبال، بک کارنر جہلم، ص134
20۔ قریشی، عبداللہ، محمد، متعلقات خطباتِ اقبال، مرتبہ: ڈاکٹر سید عبداللہ، اقبال اکادمی لاہور، 1977ء، ص328
21۔ صدیقی، ابواللیث، ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، ص604
22۔ عزیز احمد، پروفیسر، برصغیر میں اسلامی کلچر، مترجم: ڈاکٹر جمیل جالبی، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، 1990ء، ص288
23۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، برصغیر پاک وہند میں اسلام کے انقلابی فکر کی تجدید و تعمیل اور اس سے انحراف کی راہیں، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور 1995ء، ص40۔41
24۔ صدیقی، ابواللیث، ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، ص52
25۔ ڈار، بشیر احمد، انوار اقبال، اقبال اکادمی لاہور، 1977ء، ص268
26۔ غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، منتخب مقالات (اقبال اور تصوف)، مرتبہ: ڈاکٹر وحید قریشی، ص28۔39
27۔ صدیقی، ابواللیث، ملفوظاتِ اقبال مع حواشی و تعلیقات، ص154۔155
28۔ آپ "شیخ اکبر" کے نام سے معروف ہوئے، سپین میں پیدا ہوئے۔احوالِ حیات اور افکار و نظریات کے تفصیلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں: محسن جہانگیری، ڈاکٹر، محی الدین ابن عربیؒ حیات و آثار، مترجمین احمد جاوید، سہیل عمر، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، 1989ء
29۔ دفتر سوم کے مکتوب 77 میں حضرت مجددؒ لکھتے ہیں: شیخ کی اس طرح کی گفتگو اور خلاف شرع باتوں کے باوجود شیخ مقبولین میں نظر آتے ہیں اور اولیاء کے زمرہ میں مشاہدہ ہوتے ہیں۔اسی طرح دفتر سوم کا مکتوب 89 بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔
30۔ قدوسی، اعجاز الحق، اقبال اور علمائے پاک وہند، اقبال اکادمی لاہور، 1977ء، ص92
31۔ صدیقی، ابواللیث، ملفوظاتِ اقبالؒ مع حواشی و تعلیقات، ص302
32۔ ایضاً، ص342
33۔ غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، منتخب مقالات (اقبالؒ اور تصوف)، مرتبہ: ڈاکٹر وحید قریشی، ص27
34۔ نذیر نیازی، سید، دانائے راز، اقبال اکادمی لاہور، 1988ء ص341۔359
35۔ برنی، سید مظفر حسین، کلیات مکاتیب اقبالؒ، جلد اوّل، ص341۔342